شکر

از جناب مولوی داؤد اکبر صاحب اصلاحی

شکر ہر صحیح فطرت میں ودیعت ہے کوئی متنفس اس جذبہ سے خالی نہیں ہے۔ ہر دل کی یہ صدا ہے اس لیے اس کی صداؤں سے اعراض کرنا درحقیقت اپنی فطرت سے جنگ کرنا ہے۔ ہمارے باطن کی تمام کائنات اسی چراغ سے روشن ہے اور پھر اسی کا پرتو ہے جو ہماری اس مادی زندگی کی ظلمتوں کو دور کرتا ہے۔ اگر انسان کے اندر یہ جذبہ نہ ہو تو وہ بھی ایک حقیر جانور ہے۔ اسی سے انسان کی وہ اصلی خصوصیتیں ظہور میں آتی ہیں جن کی بدولت وہ دنیا و آخرت کی تمام سرفرازیاں حاصل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انسانی خصائل اخلاق اور تمام صحیح اعمال و عقائد کا سرچشمہ یہی ہے۔ یہ باب آخرت بھی ہے اور کلید دنیا بھی۔ روح اخلاق بھی ہے۔ اور روح سیاست بھی خلاصۂ قرآن بھی ہے اور مقصود سنت نبوی بھی۔ پس جو شخص اس جذبہ سے محروم ہے وہ گویا ہر چیز سے محروم ہے۔ یہ ایک چیز کھو کر اس نے ہر چیز کھو دی۔

اس تمہید کے بعد ہم اجمالاً اس لفظ کی اصل حقیقت کی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔

شکر کا مفہوم شکر نام ہے اس جذبۂ محبت کا جو خدا کی صفات ربوبیت و رحمت میں غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ شکر نام ہے اس کیفیت کا جو مظاہر قدرت ربانی کے مشاہدہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کیفیت کا پہلا ثمرہ ایمان ہے۔ اگر یہ کیفیت نہ ہو تو دل کا تمام عالم بحیر ظلمات ہے اور قرآن مجید نے اس حالت کی تعبیر کفر کے لفظ سے کی ہے۔

شکر مبادی دین کا سرچشمہ ہے شکر تمام مبادی دین کا سرچشمہ ہے۔ اسی سے توحید و معاد کے اعتقاد کی

راہ کھلتی ہے۔ اور اسی سے آدمی کو ایمان بالرسالت کے لیے دلیل ہاتھ آتی ہے۔ ذیل میں ہم اس دعوے کی بعض دلیلیں اجمالاً بیان کرنا چاہتے ہیں۔ سورۂ نساء میں ہے :-

(١) مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾ اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ کو تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے اللہ قدردان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں فرمایا۔ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔ اگر تم نے شکر کیا اور ایمان لائے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی اصل شکر ہے۔ آدمی میں جب یہ جذبہ زندہ ہوتا ہے تب ہی اس پر ایمان کی راہ کھلتی ہے۔

(٢) قرآن پاک کی موجودہ ترتیب سے بھی ہمارے دعوے کے لیے ایک دلیل ہاتھ آتی ہے

قرآن مجید میں سورۂ فاتحہ تمام سورتوں سے پہلے ہے اور اس کے متعلق یہ بالاتفاق تسلیم ہے کہ وہ سورۂ شکر ہے۔ اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ دین کی تمام تعلیمات کا سنگ بنیاد شکر ہے اسی سے اس کے تمام مبادی پیدا ہوتے ہیں۔ شائد اسی وجہ سے فاتحہ کا نام ام القرآن بھی ہوا۔

تفصیل بالا سے شکر کی مرکزیت ثابت ہوگئی ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دینی و دنیاوی ترقیوں میں اس کا کہاں تک دخل ہے؟

شکر دینی و دنیاوی ترقیوں کی اساس ہے

قرآن پاک کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شکر اسلامی زندگی کے لیے سراسر باعث حیات ہے اور اس کا فقدان اس کے لیے ہلاکت و تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ صدر اول کے مسلمانوں نے اسی حقیقت کو پا کر ایسی درخشاں ترقی کی کہ اس قسم کا عروج چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا لیکن جب وقت سے مسلمانوں نے اس عظیم الشان اصل کو چھوڑا ان کی رفعتوں کا قصر آناً فاناً میں ڈھ گیا۔ نہ تو ان کے پاس تخت و تاج ہی رہا، اور نہ اخلاقی طاقت ہی کے وہ

ہالک رہ گئے۔ اسی پر معاملہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ اقوامِ عالم کی فہرست میں ان کا نام پست ترین قوموں کے سلسلہ میں آنے لگا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا محض ایک سبب ہے۔ وہ اسی حقیقت کا (جسے شکر سے تعبیر کرتے ہیں) فقدان ہے۔ یہ شاعری نہیں ہے بلکہ حقیقت ثابتہ ہے۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ .... (۷۔ ابراہیم)

اور جب اعلان کر دیا تمہارے پروردگار نے کہ اگر شکر کرو گے تو مزید دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (پھر) میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ یہ سنت الٰہی ہے کہ ہر وہ جماعت جس میں شکر کا جذبہ ہوگا وہی انعامات الٰہی سے متمتع ہوگی اور جو اس دولت سے محروم ہوں گے ان کے لیے دنیا میں بھی محرومی ہے اور آخرت میں بھی۔ خدا کا یہ اٹل قانون ہے، اس میں تخلف ناممکن ہے۔ امت مسلمہ پر بھی خدا کی یہ سنت جاری ہوئی۔ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا۔

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے۔

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ .... إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔ (۷۔ زمر)

اگر تم ناشکری کرو گے تو خدا تمہاری حمد کا محتاج نہیں ہے وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم اس کی شکرگزاری کرو گے تو اسے وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اس کے بعد اپنے رب کی طرف تمہیں پلٹنا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔ اس لیے کہ وہ سینوں کے اسرار سے (بھی) واقف ہے۔

مذکورہ بالا آیت سے یہ ہویدا ہے کہ رضوان الٰہی کے حصول کا ذریعہ محض شکر ہے۔ اس کے بغیر نہ تو کسی کی آئندہ زندگی ہی کی تعمیر ممکن ہے اور نہ دنیا ہی میں کوئی نمایاں درجہ حاصل ہو سکتا ہے اس لیے کہ ہر قسم کے امتیازوں کی کلید خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ اس کے تمام امور حکمت پر مبنی ہیں۔ اسی لیے انعامات سے وہی لوگ لطف اندوز ہوں گے جو شکر کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔ مذکورہ بالا آیت اس بارے میں حجۃ قاطعہ ہے۔

اوپر کی تشریح سے یہ حقیقت ذہن نشین ہو گئی ہوگی کہ دینی و دنیاوی ترقیوں کا حصول یکسر شکر پر مبنی ہے۔ اس کے بعد اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ انسان ہی کے لیے شکر کی صفت مخصوص نہیں ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ خدا کی حمد و تسبیح میں مشغول ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اس کی نغمہ ریزی مذکور ہے۔

سورہ حدید میں ہے :۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱۔ حدید)

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب خدا کی حمد و تسبیح میں لگی ہوئی ہیں۔

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ...... (تغابن)

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب خدا کی تسبیح کر رہی ہیں اسی کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب

الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ .... (۱ - جمعہ)۔

اس خدا کی تسبیح کر رہی ہیں جو پادشاہ پاک غالب حکمت والا ہے۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے۔

وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ...... (۲۶ - روم)۔

اور اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں سب اسی کے سامنے سرنگوں ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہے کہ خدا کی حمد و تسبیح انسانوں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی بے پناہ قدرت و جلال کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ کسی کو اس کی عبدیت سے انکار کی تاب نہیں ہے۔ سب کے سب اس کی حمد میں نغمہ ریز ہیں اور غافل انسان کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ بھی اپنا ساز چھیڑے تاکہ دونوں کے نغموں سے آسمان و زمین گونج اٹھیں۔

سورۂ نور میں ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ .... (۴۱ - نور)

کیا دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب خدا کی تسبیح میں لگی ہوئی ہیں اور اڑتے ہوئے جانور پر کھولے ہوئے ہر ایک کو اس کی تسبیح معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے خوب واقف ہے۔

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے۔

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ....(۱۵ - رعد)

اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں صبح و شام برضا و رغبت یا مجبوراً سجدہ کر رہی ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شکر ایسا فریضہ ہے جس سے کائنات کا کوئی ذرہ بھی مستثنیٰ نہیں ہے، ہر ایک طوعاً و کرہاً اس کی عظمت و جلال کے سامنے جبین نیاز جھکانے پر مجبور ہے۔

سورہ رحمٰن میں ہے۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۔ (۵۔ رحمٰن) اور سورج اور چاند ایک خاص انداز سے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ شمس و قمر کا ایک خاص مقدار سے اپنے اپنے حدود میں چکر لگانا یہی ان کی نماز ہے۔

ایک اور مقام پر اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا۔ (۴۳-۴۴۔ بنی اسرائیل)

خدا پاک ہے ان کی افترا پردازیوں سے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک خدا حلیم اور بخشنے والا ہے۔

الغرض قرآن پاک میں بے شمار ایسی آیات مذکور ہیں جن سے شکر کی ہمہ گیری اور فطرت کائنات ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ آخر یہ جذبہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ قرآن پاک نے اس سوال کا متعدد جگہ جواب دیا ہے۔

شکر کے محرکات قرآن پاک کے استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شمار مقامات پر خداوند تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے شکر کے وجوب پہ استدلال کیا ہے۔

سورہ نحل میں ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ
مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَاللّٰهُ جَعَلَ
لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا
يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ
اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا
اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ وَاللّٰهُ جَعَلَ
لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ
تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ
يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا
وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ..... (۷۸-۸۳) نحل

اور اللہ ہی نے تمہاری ماؤں کے پیٹ سے تمہیں نکالا ہے اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ دیکھتے نہیں پرندوں کو کہ کیسے فضا میں بندھے ہوئے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں سنبھالتا بجز خدا کے۔ ضرور اس میں ایمان والوں کے لیے بڑے بڑے دلائل ہیں۔ اور خدا ہی نے تمہارے لیے رہنے کے لیے گھر بنا دیے ہیں اور اسی نے چوپایوں کی کھال سے تمہارے سفر و حضر کے لیے ہلکے ڈیرے بنا دیے ہیں اور ان کے اُون اور بالوں سے سامان بنا دیا ایک مدت تک کیلیے اور تمہارے لیے اپنی مخلوقات سے سایہ کا سامان کیا اور پہاڑ میں چھپنے کی جگہیں بنا دیں اور بنائے تمہارے لیے کرتے جو بچاتے ہیں تمہیں گرمی سے اور ایسے کرتے جو بچاتے ہیں لڑائیوں سے، اس طرح وہ اپنی نعمت کا تمہارے لیے اتمام کرتا ہے شاید کہ تم اس کی اطاعت قبول کرو۔ پس اگر وہ روگردانی کریں تو تجھ پروا نہیں) تجھ پر تو محض تبلیغ ہے۔ یہ خدا کی نعمت پہچان کر اسکا انکار کرتے ہیں اور اکثر ان میں ناشکرے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے وجوب شکر کے متعدد پہلو نکلتے ہیں۔

(۱) انسان اپنے وجود میں خدا کا محتاج ہے۔ اس نہج سے بھی اگر غور کیا جائے تو اس میں وجوب شکر کی بہت بڑی دلیل ہے۔

(۲) خداوند تعالیٰ ہی نے انسان کو قوائے مدرکہ سے آراستہ کیا ہے۔ اس لیے ان قویٰ کا ایسا استعمال ہونا چاہیے جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ اس میں بھی شکر کے وجوب کی بہت بڑی دلیل ہے۔

(۳) دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں ان میں سے ہر ایک کی پیدائش میں کوئی نہ کوئی غرض ہے۔ کوئی پانی برسانے پر مامور ہے تو کسی کے ذمہ موسم کا خوشگوار بنانا ہے کسی میں حرارت کا مادہ ہے تو کسی میں برودت کا تو ضرور ہے کہ انسان جو خلاصۂ کائنات ہے اس کی پیدائش کا بھی کوئی اہم مقصد ہو۔ قرآن نے ان کی زندگی کا نصب العین شکر قرار دیا ہے اور یہی انسان کی فطرت بھی ہے اس لیے کہ ہر انسان جس میں نظر و فکر کا مادہ ہے جب وہ اپنے آپ کا اور نظام عالم کا مطالعہ کرے گا تو بے اختیار ہو کر خلاق عالم کے سامنے اپنی جبین نیاز ڈال دے گا۔

ایک اور مقام پر انعامات الٰہی سے شکر پر یوں استدلال کیا گیا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ (۱۲ ۔ جاثیہ)	خدا ہی نے تمہارے لیے مسخر کر دیا سمندر کو تاکہ اس میں کشتیاں چلیں اس کے حکم سے اور تاکہ تم اس کا فضل چاہو اور شاید کہ تم شکر ادا کرو۔

ایک اور جگہ نہایت تفصیل سے خدا نے اپنی نعمتیں یاد دلا کر شکر پر ابھارا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ یُنْۢبِتُ	خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا ہے جسے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت اگتے ہیں جن سے تم چراتے ہو۔

لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ	تمہارے لیے اگاتا ہے اس سے کھیتی اور زیتون اور
وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ	کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے۔ اس میں
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ وَسَخَّرَ	یقیناً ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں نشانی
لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ	ہے اور اسی نے تمہارے لیے مسخر کر دیا رات اور
وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ	دن اور سورج اور چاند اور تاروں کو۔ سب اس کے
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ	حکم کے ماتحت ہیں ضرور اس میں عقلمند لوگوں کے
فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ	لیے نشانیاں ہیں۔ اور جو بکھیرا ہے تمہارے لئے
لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ	زمین میں جس کے رنگ مختلف قسم کے ہیں، اس میں
الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا	سبق حاصل کرنے والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔
مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ	اور اسی نے دریا کو تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ اس سے
مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَ	تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جسے تم
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔ (۱۰-۱۴ النحل)۔	استعمال میں لاتے ہو اور تم دیکھتے ہو اس میں کشتیاں

جو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم خدا کے فضل کی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

دیکھیے مذکورۂ بالا آیات میں جو چیزیں مذکور ہیں کیا ان میں سے کسی ایک پر بھی انسان کا تصرف ہے۔ کیا انسان کے حکم سے پانی برس سکتا ہے؟ اور کیا زمین اس کی خواہش پر اس کے لیے اپنے خزانے اگل سکتی ہے؟ اور کیا درخت میں اس کے اشارے سے پھل آ سکتا ہے؟ اور کیا اختلاف لیل و نہار میں اسے ذرا بھی دخل حاصل ہے؟ غالباً ہر شخص بلا تردد ان سوالات کا جواب ان الفاظ میں دے گا کہ وہ یہ ضرور ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری ہی فائدہ رسانی کے لیے ہے۔ اس لحاظ سے یہ پورا کارخانہ ہمارا خادم ہونے کی حیثیت رکھتا ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ اس پورے کارخانہ کی

باگ کسی اور ہی طاقت کے ہاتھ میں ہے جس کے حکم کے بغیر آسمان وزمین میں کوئی انقلاب نہیں ہوسکتا پس انسان کی بے بسی کا جب یہ عالم ہے تو پھر اسی کا شکر بھی ہونا چاہیے جس نے یہ سب کچھ اسے عطا کیا ہے اس لیے نہیں کہ وہ شکر کا بھوکا ہے بلکہ اس لیے کہ ہم اس کی نوازشوں کے زیادہ سے زیادہ مستحق ہوسکیں۔ مذکورۂ بالا آیات میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

تفصیل بالا سے یہ حقیقت محتاج بیان نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مہربانی مقتضی ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ اس کا شکر ادا کرے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شکرگزاروں کے لیے خدا کی طرف سے دنیا میں بھی تائید ہوتی ہے اور آخرت میں بھی۔ دونوں جگہ وہی اس کے الطاف کے مستحق ہوں گے جو اس کا شکر بجا لائیں گے۔

شاکروں کے ساتھ خدا کی تائید دنیا و آخرۃ میں۔ قرآن پاک کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں ان کی تائید دنیا میں بھی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی وہی نعمائے الٰہی سے محظوظ ہوں گے۔

سورۂ قمر میں مذکور ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ. إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ .... (۳۳ - ۳۵) (قمر)

لوط کی قوم نے تنبیہوں کو جھٹلایا۔ ہم نے ان پر پتھراؤ کیا۔ بجز آل لوط کے کہ ہم نے انھیں سحر کے وقت نجات دی ایسا بطور احسان کے اپنی طرف سے ہم نے کیا اور ہم اس طرح شکرگزاروں کو جزا دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں تصریح ہے کہ لوط علیہ السلام کی قوم ناشکری کے جرم میں ہلاک کردی گئی اور لوط اور ان کے اتباع پر محض ان کی شکرگزاری کی برکت سے آنچ تک نہ آئی۔ بلکہ یہ انھیں کی طرف سے خدا نے پرستاران باطل سے انتقام لیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو جماعت جذبۂ شکر سے

معمور ہو گی) اس کے دشمنوں کا خدا بھی دشمن ہو گا۔ اور اس کے دوستوں کا خدا بھی دوست ہوتا ہے

ایک اور جگہ یوں مذکور ہے۔

وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ..... (۱۳-۱۴ القمر)

اور ہم نے اسے اٹھا لیا ایک تختوں اور میخوں والی پر جو چلتی تھی ہماری نگرانی میں۔ اس شخص کو جزا دینے کے لیے جس کا انکار کیا گیا تھا۔

ان آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح کی تباہی بھی اسی لیے عمل میں آئی کہ وہ کفران نعمت کے جرم کی مرتکب ہوئی۔

جس طرح دنیا میں شاکروں کے ساتھ خدا کی عنایت شامل حال ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں بھی ان کے لیے سرخروئی حاصل ہو گی۔

سورہ آل عمران میں ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ۔ (۱۴۵- العمران)

اور کسی پر موت نہیں طاری ہو سکتی۔ الا یہ کہ اذن الٰہی ہو جائے (جس کے لیے ایک وقت ٹھیرا دیا گیا ہے۔ جو دنیا کا ثواب چاہتا ہو اسے ہم دنیا ہی کا ثواب دیں گے اور جو کوئی آخرت کے ثواب پر نظر رکھتا ہے اسے آخرت کا ثواب دیں گے اور ہم شکر گذاروں کو ان کی نیک عملی کی جزا ضرور دیں گے

دیکھیے مذکورۂ بالا آیت میں تصریح ہے کہ شاکر بندوں کے لیے خدا کے حضور میں بڑے بڑے انعامات ہیں۔ ذیل کی آیات اس بارے میں حجۃ قاطعہ ہیں ملاحظہ ہوں۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ

بلاشبہ ابراہیم ایک پوری امت تھا اللہ کے آگے جھکا ہوا تھا ہرگز مشرکین میں سے نہ تھا وہ اللہ کی

اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ (۱۲۲ ۱۳۰) نحل

نعمتوں کا شکر بجا لانے والا تھا اللہ نے اسے برگزیدگی کے لیے چن لیا اور سیدھے راستہ کی ہدایت دی اسے دنیا میں بھی ہمنے بہتری دی اور آخرت میں بھی، اور بلاشبہ آخرت میں اس کی جگہ صالح انسانوں میں ہو گی۔

مذکورہ بالا آیات میں تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو اسی شکر ہی کی بدولت دنیا و آخرت دونوں میں سربلندی و سرخروئی حاصل ہوی۔

التعلیق الصبیح علیٰ مشکوٰۃ المصابیح

تالیف جناب مولٰنا محمد ادریس صاحب کاندہلوی

مشکوٰۃ شریف علم حدیث کی مشہور و مستند کتابوں میں سے ہے جسمیں صحاح ستہ اور دوسری معتبر کتب حدیث کا عطر نکال کر رکھدیا گیا ہے۔ فاضل مؤلف نے عربی زبان میں اسکی شرح لکھی ہے جس کے متعلق مولٰنا انورشاہ صاحب مرحوم جیسے علامہ اجل کی شہادت ہے کہ اتبک اس کتاب کی اس سے بہتر شرح نہیں لکھی گئی اس میں پہلی تمام شرحوں کی خوبیاں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور ان پر حسب ذیل خصوصیات کا اضافہ کیا گیا ہے:۔

۱۔ اسرار شریعت اور حقائق و معارف اسلامیہ کے بیان کی طرف خاص توجہ کیگئی ہے۔ (۲) ہر باب کی ابتدا میں اس کے مضمون کے لحاظ سے تمام آیات قرآنیہ جمع کر دیگئی ہیں تا کہ حدیث اور قرآن کے درمیان مطابقت واضح ہو جائے۔ (۳) صحابہ و تابعین کے مذاہب مفصل بیان کیے گئے ہیں اور اختلافی مسائل میں ائمہ اربعہ کے مذاہب پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب فاضل مولف نے خود دمشق جا کر چھپوائی ہے کاغذ اور طباعت بہترین ہے چار جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ دو جلدیں عنقریب چھپکر آنے والی ہیں۔ قیمت [illegible] کلدار [illegible] حالی علاوہ محصول ڈاک۔

دفتر ترجمان القرآن سے طلب فرمائیے